باب 14

حصول پاکستان

دوسری جنگ عظیم 1939ء میں شروع ہوئی اور 1945ء تک جاری رہی۔ اس جنگ کے دوران میں جرمنی نے برطانوی سامراج پر کاری ضربیں لگائیں۔ جنگ کے نتیجہ میں برطانیہ کی گرفت اس کی نوآبادیات پر بہت کمزور ہوگئی اور جگہ جگہ آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی برطانیہ بے شمار آئینی مراعات دینے پر مجبور ہوگیا۔ 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ نے قرار داد لاہور منظور کی۔ اس کے بعد برصغیر کی تقسیم کا مطالبہ دن بدن زور پکڑتا چلا گیا۔ بالآخر 1946ء کے انتخابات میں مسلمانوں نے تقسیم ہند کے حق میں ووٹ دے دیا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک آزاد مسلم ریاست کی شکل میں دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ 1940ء سے 1947ء تک حصول پاکستان کا سفر بڑا دشوار اور صبر آزما تھا۔ اس عرصہ کے دوران پیش آنے والے اہم واقعات مندرجہ ذیل تھے:

(i) اعلان اگست (اگست 1940ء)
(ii) کرپس مشن (مارچ 1942ء)
(iii) ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک (اگست 1942ء)
(iv) راج گوپال اچاریہ فارمولا (1943ء)
(v) گاندھی۔ جناح مذاکرات (ستمبر 1944ء)
(vi) لیاقت۔ ڈیسائی معاہدہ (1945ء)
(vii) لارڈ ویول کا منصوبہ (1945ء)
(viii) شملہ کانفرنس (جون 1945ء)
(ix) عام انتخابات (1945-46ء)
(x) کابینہ مشن کی تشکیل (فروری 1946ء)
(xi) دوسری شملہ کانفرنس (مئی 1946ء)
(xii) کابینہ منصوبہ (16 مئی 1946ء)
(xiii) عبوری حکومت (اکتوبر 1946ء)
(xiv) لارڈ اٹیلی کا بیان (فروری 1947ء)
(xv) لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقرری (مارچ 1947ء)
(xvi) 3 جون کا منصوبہ (جون 1947ء)
(xvii) ریڈکلف ایوارڈ (اگست 1947ء)
(xviii) پہلی دستور ساز اسمبلی (11 اگست 1947ء)
(xix) قیام پاکستان (14 اگست 1947ء)

(i) اعلان اگست (August Declaration):

دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو جرمنی کے ہاتھوں پے در پے کئی شکستوں کا سامنا کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اس کو برصغیر میں تحریک آزادی کا سامنا تھا۔ حکومت برطانیہ نے ہندوستانیوں کے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لیے کچھ آئینی مراعات دینے کا پروگرام بنایا۔ اس کے تحت 8 اگست 1940ء کو برطانوی حکومت نے اعلان کیا کہ جنگ کے بعد ہندوستان میں ایک دستور ساز اسمبلی تشکیل دی جائے گی۔ اس اعلان اگست کے اہم نکات درج ذیل تھے:

(1) انتظامی کونسل میں ہندوستانیوں کو شامل کر کے اس کی توسیع کی جائے گی۔
(2) حکومت اپنی ذمہ داریاں کسی ایسے طرز حکومت کو منتقل نہیں کرے گی جس کو ہندوستان کے بااثر گروپ قبول نہ کریں۔
(3) ہندوستانی ملک کا آئندہ دستوری ڈھانچہ خود تیار کریں گے مگر ان کو برطانیہ کے ساتھ تعلقات کا یقین دلانا پڑے گا۔

اعلان اگست کا ردعمل:

حکومت کا اعلان اگست غیر واضح اور مبہم تھا' کیونکہ اس انتظامی کونسل میں مسلم لیگ اور کانگرس کی نمائندگی کا کوئی فارمولا نہیں تھا۔ اس لیے وقتی طور پر اس کی توسیع کو ملتوی کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں اعلان میں مسلمانوں کو ایک قوم کی بجائے اقلیت کا درجہ دیا گیا تھا۔ اعلان میں جس دستوری ڈھانچے کا تذکرہ کیا گیا تھا وہ بھی مبہم اور بلا اختیار تھا۔

کانگرس اور مسلم لیگ نے اپنی اپنی توضیحات کے مطابق اعلان اگست کو مسترد کر دیا۔ تاہم گاندھی نے حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی جو ناکام ہو گئی۔

(ii) کرپس مشن (Cripps Mission):

دوسری جنگ عظیم جاری تھی اور دسمبر 1941ء میں جاپان نے پرل ہاربر کی بندرگاہ پر حملہ کر کے امریکی بحریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس کے بعد جاپانی افواج فلپائن، کوریا، تائیوان اور ہندچینی کے علاقہ پر قبضہ کرنے کے بعد 1942ء میں برما میں داخل ہو چکی تھیں۔ حکومت برطانیہ کو اس سے بڑی تشویش تھی کہ کہیں ہندوستان میں بغاوت نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے مارچ 1942ء میں سر سٹیفورڈ کی سرکردگی میں ایک مشن تشکیل دیا جو کہ قائد دارالعوام لارڈ پریوی سیل اور جنگی کابینہ کے ایک رکن پر مشتمل تھا۔ اس مشن نے 30 مارچ 1942ء کو نئی دہلی پہنچ کر ایک اعلان کیا جو کہ درج ذیل آئینی تجاویز پر مشتمل تھا:

(1) نئی آئینی اصلاحات سے ہندوستان میں ایک نئی ڈومینین قائم کی جائے گی جو برطانیہ کی وفادار رہے گی۔
(2) جنگ کے بعد ایک دستور ساز اسمبلی قائم کی جائے گی جو کہ ہندوستان کا دستور بنائے گی۔
(3) دستور ساز اسمبلی برطانیہ سے ایک معاہدہ کرے گی جس کے تحت ذمہ داری ہندوستان کے حوالے کر دی جائے گی۔
(4) حکومت برطانیہ اس آئین کو قبول کر لے گی جو کہ دستور ساز اسمبلی تیار کر لے گی۔
(5) آئین کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کا اختیار صوبوں کو حاصل ہو گا۔ فیصلہ 60 فیصد اکثریت سے کیا جائے گا۔
(6) ہندوستانی ریاستیں بھی آئین کو منظور یا مسترد کر سکیں گی۔
(7) دولت مشترکہ کے ساتھ تعلقات کا تعین دستور ساز اسمبلی کرے گی۔

کرپس تجاویز کا تنقیدی جائزہ:

ملک کی بڑی جماعتوں نے کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔ کانگرس نے تجاویز کو اس لیے قبول نہ کیا کیونکہ اس میں سے پاکستان کی بو آتی تھی۔ گاندھی نے ان تجاویز کو ایک دیوالیہ ہونے والے ایسے چیک سے تشبیہ دی جس پر بعد کی تاریخ ڈالی گئی ہو۔ جواہر لعل نہرو نے بھی لکھا کہ کرپس تجاویز سے برطانیہ نے ہندوستان کو نہ صرف دو بلکہ کئی حصوں میں تقسیم کرنے کا راستہ دکھایا ہے۔

مسلم لیگ نے بھی کرپس تجاویز کو قبول نہ کیا۔ قائداعظم نے ان کو انتہائی غیر تسلی بخش قرار دیا اور کہا کہ یہ تجاویز مسلمانوں کو تختہ دار کی طرف لے جانے والی ہیں۔ تاہم آپ نے فرمایا کہ ان تجاویز کا ایک خوشگوار پہلو یہ ہے کہ پہلی مرتبہ حکومت نے تقسیم ہند کے اصول کو مانا ہے۔

مسلم لیگ نے درج ذیل وجوہات کی بنا پر کرپس تجاویز کو قبول نہ کیا:

(ا) ان تجاویز میں صرف ایک دستور ساز اسمبلی بنانے کا وعدہ تھا، مگر مسلم لیگ کا مطالبہ تھا کہ دستور ساز اسمبلیاں بنائی جائیں کیونکہ اس کا مطالبہ تقسیم ہند کا تھا۔
(ب) مسلمانوں کو یونین کے اندر اقلیت کا درجہ قابل قبول نہ تھا۔
(ج) تجاویز کے اندر وفاق میں شامل ہونے یا اس سے نکل جانے کا کوئی طریق کار درج نہیں تھا۔
(د) تجاویز میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اگر انڈین یونین اور برطانیہ کے درمیان میں معاہدہ طے نہ پا سکے تو کیا ہو گا؟
(ر) تجاویز میں مسلم قومیت کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔
(ز) تجاویز میں جداگانہ انتخاب کی جگہ متناسب نمائندگی کا اصول ہی وضع کیا گیا تھا۔ اس سے مسلمانوں کو کم نشستیں ملتی تھیں۔

ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی نے بھی کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ مہاسبھا ہندوستان کو ایک وحدت خیال کرتی ہے، مگر تجاویز میں ملک کی تقسیم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

(iii) "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک ("Quit India" Movement):

1942ء کے وسط تک دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں اور محوری قوتوں کا پلڑا برابر تھا۔ زیادہ امکان یہ تھا کہ برطانیہ کو شکست ہو جائے گی اور جاپان برما کے بعد ہندوستان پر بھی قبضہ کر لے گا۔ اس صورت میں کانگرس کو ہندوستان پر اپنی حکومت کے خواب دکھائی دے رہے تھے۔ مہاتما گاندھی نے صورت حال سے فائدہ اٹھا کر حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لیے سول نافرمانی کی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔

قرارداد کا متن:

کانگرس نے جولائی 1942ء کو سول نافرمانی تحریک کی قرارداد منظور کی اور وائسرائے ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک کی عبوری حکومت کانگرس کے حوالے کر دے، مگر لارڈ لنلتھگو نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر کانگرس نے 8 اگست 1942ء کو بمبئی میں ''ہندوستان چھوڑ دو'' (Quit India) کی قرارداد منظور کی۔ اس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ:

> ''اس ملک سے برطانوی حکومت کا خاتمہ نہایت اہم اور عجلت طلب مسئلہ ہے۔ اسی پر جنگ کے مستقبل اور جمہوریت و آزادی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ لہٰذا کانگرس پورے زور کے ساتھ یہ مطالبہ دہراتی ہے کہ ہندوستان سے برطانوی اقتدار ہٹالیا جائے۔ کمیٹی طے کرتی ہے کہ ہندوستان کے حق آزادی کے استقرار کے لیے وسیع پیمانے پر ایک عام جدوجہد شروع کی جائے تاکہ ملک اس اہنسا کی طاقت کو بروئے کار لاسکے جو اس نے 22 سال کی پرامن جدوجہد میں جمع کی ہے۔ اس مہم کا گاندھی جی کی قیادت میں ہونا بالکل ناگریز ہے اور یہ کمیٹی ان سے قیادت کی اور ضروری اقدامات کے لیے رہنمائی کی درخواست کرتی ہے۔''

مذکورہ قرارداد کی منظوری کے بعد کانگرس نے ملک بھر میں بھرپور جلوسوں، مظاہروں اور عدم تعاون کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مظاہرین نے کئی پولیس اسٹیشنوں پر حملے کیے، ڈاک خانوں کو لوٹا، ریلوے اسٹیشنوں کو جلایا، بجلی کے کھمبے اکھاڑے اور توڑ پھوڑ کی۔ حکومت نے آہنی ہاتھ کے ساتھ تحریک کو کچلنے کا ارادہ کیا۔ 9 اگست 1942ء کو گاندھی سمیت کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ارکان کو جیل میں بند کر دیا گیا اور ملک بھر میں ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق اگست سے نومبر 1942ء تک ملک بھر میں 940 افراد ہلاک ہوئے ہزاروں افراد جیلوں میں بند کر دیئے گئے اور کروڑوں کی املاک کو نقصان پہنچا۔

تحریک میں مسلم لیگ کا کردار:

مسلم لیگ نے حکومت برطانیہ کے خلاف کانگرس کی جاری کردہ ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک میں شرکت نہ کی، کیونکہ اسے علم تھا کہ گاندھی کا مقصد ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ چنانچہ مسلم لیگ نے ایک قرارداد میں کہا کہ

> ''یہ تحریک اس لیے شروع نہیں کی گئی کہ برطانوی حکومت کو طاقت کے ذریعے مجبور کیا جائے کہ وہ اقتدار اعلیٰ طبقے کے ہندوؤں کے سپرد کر دے اور اس طرح انہیں مسلمانوں اور دوسرے طبقات سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے سے بچایا جائے۔''

تحریک کے اثرات:

حکومت کے خلاف ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک بالکل ناکام ہو گئی۔ کانگرس کو اس ناکامی سے بہت نقصان ہوا۔ اس کے برعکس تحریک میں شمولیت نہ کرنے سے مسلم لیگ کا وقار بلند ہوا اور یہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ 13 ستمبر 1942ء کو قائداعظم نے تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

> ''یہ بغاوت مسلم لیگ اور دیگر غیر کانگرس جماعتوں کے خلاف اعلان جنگ تھی۔ جن کے ساتھ نہ تو مشورہ کیا گیا اور نہ ہی ان کا حوالہ دیا گیا۔ حقیقت میں یہ تحریک ان تنظیموں کی ناپسندیدگی کے باوجود ان کی خواہش کے خلاف شروع کی گئی تھی۔ یہ کہنا اصول کے عین مطابق تھا کہ کانگرس کی تحریک غیر قانونی اور غیر آئینی تھی، بلکہ اس کا مقصد قانون کے تحت قائم کردہ حکومت کو ختم کرنا تھا۔ یہ خانہ جنگی کی ایک کھلی دعوت تھی۔''

(iv) راج گوپال اچاریہ فارمولہ (Rajgopal Acharia Formula):

جب ہندو قیادت نے دیکھا کہ حکومت برطانوی ہندوستان کو تقسیم کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہے تو ایک مقتدر ہندو رہنما راجگوپال اچاریہ نے تقسیم ہند کی حمایت میں آواز بلند کی۔ اس نے مارچ 1943ء میں ہندو مسلم مفاہمت کا ایک فارمولا تشکیل دیا۔ اس فارمولا کے اہم نکات یہ تھے۔

(1) مسلم لیگ آزادی کے مطالبے کی توثیق کرتی ہے اور عبوری دور میں عارضی حکومت کے قیام کے لیے کانگرس تعاون کرے گی۔

(2) جنگ کے بعد ایک کمیشن تشکیل دیا جائے گا جو ہندوستان کے شمال مغرب اور مشرق میں متصل اضلاع کی حد بندی کرے گا۔ مسلم

اکثریت کے اضلاع میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر استصواب رائے کروایا جائے گا تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ رہیں گے یا علیحدہ ہوں گے۔

(3) تمام جماعتوں کو استصواب رائے سے قبل اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

(4) دونوں ریاستوں کے درمیان دفاع، تجارت اور رسل و رسائل جیسے معاملات طے کرنے کے لیے معاہدہ کیا جائے گا۔

(5) آبادی کا تبادلہ رضا کارانہ بنیاد پر ہوگا۔

(6) مذکورہ شرائط صرف اسی وقت نافذ ہوں گی جب حکومت برطانیہ اقتدار کو منتقل کر دے گی۔

مسلم لیگ کا ردعمل:

قائداعظم نے راج گوپال اچاریہ فارمولے کو مسترد کر دیا، کیونکہ یہ نامکمل تھا اور دوسرے اس کو کانگرس کی حمایت حاصل نہ تھی۔ اس نے کہا کہ اس فارمولے کا مقصد قرارداد لاہور کو نقصان پہنچانا تھا۔ قائداعظم نے فارمولے پر درج ذیل اعتراضات کیے:

(1) فارمولا میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اضلاع کی حد بندی کے کمیشن کا تقرر کون کرے گا۔ اس کے ارکان کون ہوں گے اور فیصلوں پر عمل درآمد کیسے ہوگا؟

(2) یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ ہندوستان میں ذمہ داریاں کس کو منتقل کی جائیں گی؟

(3) فارمولا میں استصواب رائے کا حق مسلمانوں کی بجائے سب کو دیا گیا تھا؟

(4) مسلم اکثریتی اضلاع کی حد بندی کے بعد استصواب رائے کی کیا ضرورت تھی؟

(5) اس میں غلط طور پر دعویٰ کیا گیا ہے کہ فارمولا میں قرارداد لاہور کے نکات کو تسلیم کرلیا گیا ہے مگر قرارداد لاہور میں استصواب رائے کا ذکر نہیں ہے۔

راج گوپال اچاریہ فارمولا کی اہمیت:

یہ فارمولا اگرچہ ایک ہندو رہنما نے ذاتی حیثیت میں پیش کیا تھا، تاہم اس سے اندازہ ہوگیا کہ درپردہ ہندو قیادت نے برصغیر کی تقسیم کو تسلیم کرلیا تھا۔ اس نے محض مسلمانوں کے خیالات معلوم کرنے کے لیے یہ چال چلی تھی۔ گاندھی نے بھی اس فارمولے کی ذمہ داری قبول نہ کی تھی۔ قائداعظم نے اپنی سیاسی بصیرت سے اس فارمولا کو مسترد کرتے ہوئے کانگرس کی چال ناکام بنادی۔

سوال: گاندھی، جناح مذاکرات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ ان کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: (v) گاندھی، جناح مذاکرات (Gandh-Jinnah Talks):

مہاتما گاندھی نے 17 جولائی 1944ء کو قائداعظم کو ایک مراسلہ لکھا جس میں ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ گاندھی یہ ملاقات ذاتی حیثیت میں کرنے کا طالب تھا۔ قائداعظم نے اس تجویز سے اتفاق کرلیا اور عملی طور پر دونوں رہنماؤں کے درمیان 9 ستمبر 1944ء کو مذاکرات کا آغاز ہوا جو کہ 27 ستمبر 1944ء تک جاری رہا۔ ان مذاکرات کے دوران دونوں رہنماؤں نے 25 گھنٹے تک بالمشافہ بات چیت کی اور 21 خطوط کا تبادلہ کیا۔ ان خطوط میں سے گیارہ قائداعظم نے اور دس گاندھی نے تحریر کیے تھے۔

قائداعظم نے اس بات پر اعتراض کیا کہ گاندھی ذاتی حیثیت میں مذاکرات کریں گے اور وہ کانگرس کی نمائندگی نہیں کریں گے۔ انہوں نے اپنے 10 ستمبر کے خط میں گاندھی سے پوچھا کہ وہ کس حیثیت میں کانگرس کی جانب سے رضامندی فراہم کریں گے؟ عبوری حکومت کا ڈھانچہ کیا ہوگا اور آزاد ہندوستان کا دستور کون بنائے گا؟ گاندھی نے شاطرانہ جواب دیا کہ مصالحتی فارمولا طے ہو جانے کے بعد وہ کانگرس سے منظور کروانے کی کوشش کریں گے اور عبوری حکومت ملک کا دستور بنائے گی۔ تاہم اگلے مکتوب میں قائداعظم نے گاندھی سے پوچھا کہ دفاع کی کونسل کیسے بنے گی اور باہمی معاہدوں پر دستخط کون کرے گا۔ یہ کن کے مابین ہونگے۔ گاندھی نے 14 ستمبر کے خط میں عبوری حکوت کے قیام پر زور دیا اور راج گوپال اچاریہ فارمولے کی بجائے قرارداد لاہور پر بات کی۔ قائداعظم نے عبوری حکومت کی ساخت پر وضاحت طلب کی۔ گاندھی نے جوابی خط میں قرارداد لاہور پر کچھ اعتراضات کیے۔ مسلم قومیت کو ماننے سے انکار کیا۔

تاہم قائداعظم نے مسلم قومیت کے حق میں فرمایا کہ

"ہمارا دعویٰ ہے کہ قومیت کی ہر تعریف اور معیار کی رو سے مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ ہماری قوم دس کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے اور ہم ایک ایسی قوم ہیں جو زندگی کے بارے میں ایک مخصوص نظریہ رکھتی ہے۔ بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کے مطابق ہم ایک قوم ہیں۔"

دیگر خطوط میں دونوں رہنماؤں نے مسلمانوں کے تشخص پر بحث کی۔ گاندھی نے مسلمانوں کا علیحدہ قومی وجود ماننے سے انکار کر دیا اور کہا "میں اس دعوے کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے مسلمان ملک کے دیگر باشندوں سے الگ قوم ہیں"۔ گاندھی نے 24 ستمبر کو تقسیم ہند کے لیے درج ذیل طریق کار تجویز کیا:

"اگر پاکستان کے قیام کے مطالبہ کو تسلیم کرنا ہے تو مسلمان اکثریت رکھنے والے علاقوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے جس کو کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی حمایت حاصل ہو۔ ایک ریفرنڈم کے ذریعے ان علاقوں کے عوام کی خواہشات منظور کی جائیں۔ یہ علاقے ایک الگ ڈومینین بن جائیں گے۔ علیحدگی کے لیے ایک معاہدہ طے ہوگا جس میں امور خارجہ، دفاع، اندرونی مواصلات اور کسٹم جیسے محکموں کے تسلی بخش انتظام کا طریقہ وضع کیا جائے گا۔"

گاندھی کی اس تجویز کے جواب میں قائداعظم نے کہا کہ "آپ نے قرارداد لاہور کو بھی تسلیم کر لیا ہے مگر اعلان اگست اور جگت نرائن ریزولیوشن پر بھی قائم ہیں جو کہ تقسیم ملک کی ہر تجویز کے خلاف ہیں ...... مراسلت اور گفتگو سے میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ہند کو پاکستان اور بھارت میں تقسیم کرنے کا مسئلہ آپ کی زبان پر ہے اور دل سے نکلی ہوئی بات نہیں ہے۔" قائداعظم نے گاندھی کو لکھا کہ "آپ نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ...... اگر کوئی معاہدہ ہو گیا تو محض ایک فرد کی حیثیت سے کانگرس سے اس کی سفارش کر دیں گے اس کے برعکس میں مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے اس کا پابند ہو جاؤں گا۔"

گاندھی، جناح مذاکرات 27 ستمبر کو ناکام ہو گئے اور تقسیم ہند کے سلسلہ میں نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکے۔ تاہم ان سے ہندوؤں کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے۔

سوال: ڈیسائی، لیاقت معاہدے کی کیا اہمیت ہے؟ اس پر روشنی ڈالیے۔

جواب: (vi) ڈیسائی، لیاقت معاہدہ (Liaquat-Desai Pact)

تقسیم ہند کے سلسلے میں کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان کوئی مفاہمتی فارمولا طے کرنے کے لیے سرکاری سطح پر کوششوں کے ساتھ ساتھ ٹریک ٹو ڈپلومیسی بھی جاری تھی۔ 1945ء میں لیاقت علی خاں اور بھولا بھائی ڈیسائی نے عارضی حکومت کی تشکیل کے سلسلہ میں ایک معاہدہ طے کیا، جس کی شرائط درج ذیل تھیں۔

(1) کانگرس اور مسلم لیگ برابر تعداد میں افراد کو عبوری حکومت کے لیے نامزد کرے گی۔
(2) علاوہ ازیں اقلیتوں کے نمائندے خصوصی اچھوت اور سکھ بھی اس حکومت میں شامل ہوں گے۔
(3) کمانڈر انچیف بھی اس کا رکن ہوگا۔

ڈیسائی، لیاقت معاہدہ میں کہا گیا تھا کہ

"نئی عبوری حکومت موجودہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت کام کرے گی۔ اگر کابینہ کسی بات کی منظوری نہ دے تو گورنر جنرل اس کو مجبور نہیں کرے گا۔ اس طرح یہ گورنر جنرل کے اثر سے آزاد ہوگی...... کانگرس اور لیگ رضامند ہیں کہ حکومت بننے کے بعد کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ارکان کو چھوڑ دیا جائے گا"۔

وائسرائے نے ڈیسائی، لیاقت معاہدہ سیکرٹری آف سٹیٹ کو بھجوا دیا۔ سیکرٹری نے کچھ وضاحتیں طلب کیں مگر قائداعظم نے اس معاہدہ سے لاعلمی کا اظہار کر دیا اور کہا کہ اس کو مسلم لیگ کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اس طرح یہ کوشش بھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

(vii) ویول کا منصوبہ (Wavell Plan):

ڈیسائی، لیاقت معاہدے کی ناکامی کے بعد کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے اپنے اپنے موقف میں سختی پیدا کر لی۔ لارڈ ویول نے انگلستان جا کر سیکرٹری آف سٹیٹ سے مشورہ کر کے ایک منصوبہ تیار کیا۔ اس منصوبے کا اعلان 14 جون 1945ء کو دارالعوام میں کیا گیا۔ اس کے

www.downloadclassnotes.com

اہم نکات درج ذیل تھے:

(1) حکومت برطانیہ عبوری دور کے دوران میں آئینی اقدامات کرنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ ہندوستان کے رہنما جاپان کے خلاف جنگ میں تعاون کریں۔

(2) گورنر جنرل کی کونسل کی جگہ ایک نئی کونسل بنائی جائے گی جس میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے مساوی نمائندگی حاصل ہوگی۔

(3) جنگ کے محکمہ کے علاوہ تمام محکمے ارکان کونسل کو تفویض کر دیئے جائیں گے۔

(4) نئی کونسل قانون ہند 1935ء کے تحت کام کرے گی۔

(5) دیسی ریاستوں اور برطانیہ کے مابین تعلقات بدستور قائم رہیں گے۔

(6) جاپان کے خلاف جنگ کے اقدامات کیے جائیں گے۔

(7) انتظامی کونسل کی تشکیل کے بعد صوبوں میں جو مخلوط حکومتیں بنائی جائیں گی ان میں مسلم لیگ کو بھی شامل کیا جائے گا۔

ویول منصوبے کی اہمیت:

ویول منصوبے میں حکومت برطانیہ نے ذمہ دار [illegible] جماعتوں کو دینے کی جانب پیش رفت کی۔ مسلمانوں کو انتظامی کونسل میں ہندوؤں کے برابر نمائندگی دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس طرح [illegible] لیگ کی اہمیت کو تسلیم کر لیا گیا۔

(viii) شملہ کانفرنس (Simla Conference):

دوسری جنگ عظیم اپنے آخری مراحل میں تھی۔ یورپ میں جرمنی ہتھیار ڈال چکا تھا مگر مشرق میں جاپانی افواج ابھی تک بحر الکاہل کے ساحل پر واقع کئی ممالک پر قابض تھیں۔ امریکی افواج جاپان کے خلاف برسر پیکار تھیں۔ ان حالات میں وائسرائے ہند لارڈ ویول نے 25 جون 1945ء کو شملہ میں ایک سیاسی کانفرنس کا انعقاد کیا تاکہ آئینی مسائل پر اتفاق رائے قائم کیا جا سکے۔ کانفرنس کا ایک مقصد ویول منصوبے کی روشنی میں گورنر جنرل کی نئی کونسل تشکیل دینا تھا۔ شملہ کانفرنس میں تمام صوبائی وزرائے اعلیٰ کے ساتھ کانگرس، مسلم لیگ، سکھوں اور اچھوتوں کے نمائندوں کو دعوت دی گئی۔ کانفرنس میں کانگرس نے مطالبہ کیا کہ اسے ایک مسلم رکن نامزد کرنے کا اختیار دیا جائے کیونکہ وہ پوری قوم کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس طرح پنجاب کی یونینسٹ پارٹی نے بھی ایک نمائندہ نامزد کرنے کا حق مانگا۔ قائداعظم نے دعویٰ کیا کہ مسلم لیگ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس لیے تمام مسلم ارکان نامزد کرنے کا حق اسی کو ہونا چاہیے۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے کانگرس کی حمایت کی۔

لارڈ ویول نے تمام رہنماؤں کا موقف معلوم کرنے کے بعد اپنی تجویز پیش کی جس کے تحت کہا گیا تھا کہ مسلمانوں کے پانچ ارکان میں سے چار کی نامزدگی مسلم لیگ کرے گی جبکہ پانچواں رکن پنجاب سے لیا جائے گا۔ مگر قائداعظم نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ اس طرح شملہ کانفرنس نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ کانگرس عبوری حکومت کی زیادہ وزارتوں کا جو خواب دیکھ رہی تھی وہ چکنا چور ہو گیا۔ کانگرس نے جو پھندا مسلم لیگ کے لیے تیار کیا تھا وہ خود اس کا شکار ہو گئی۔ قائداعظم نے شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد 14 جولائی 1945ء کو کانگرس کے عزائم کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

> ''ویول پلان کے آخری تجزیے میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ایک جال اور پھندہ تھا۔ وہاں ایک اتحاد قائم تھا جس میں یہ سب لوگ تھے۔ کانگرس جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے لیے قومی خود مختاری قائم ہو۔ جغرافیائی وحدت کے علمبردار لارڈ ویول اور خضر حیات جو پنجاب کے مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کے درپے ہیں کا یہ اتحاد اس کے لیے کوشاں تھا کہ ہم کو مجبور کر کے ایک ایسے نظام میں الجھا دے۔ اگر ہم اس کو مان لیتے تو گویا ہم اپنے لیے موت کے پروانے پر دستخط کر دیتے۔''

(ix) عام انتخابات (General Elections 1945-46):

اگست 1945ء میں لارڈ ویول نے ملک میں موسم سرما میں عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں اس نے اگست تا ستمبر 1945ء برطانیہ کا دورہ کیا تاکہ حکومت برطانیہ سے ضروری مشورہ کیا جا سکے۔

انتخابات میں مسلم لیگ کا منشور:

قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد مسلم لیگ برصغیر کے مسلمانوں کی مقبول جماعت بن چکی تھی۔ اس لیے 1945ء اور 1946ء کے عام انتخابات میں اس کی بہتر کارکردگی متوقع تھی۔ قائداعظم نے انتخابات سے پہلے ملک کا دورہ کیا اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے متحد ہو کر قیام پاکستان کی کوشش کریں۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات (دسمبر 1945ء):

مرکزی اسمبلی کے انتخابات کا انعقاد دسمبر 1945ء میں کیا گیا۔ اسمبلی کی 102 نشستوں میں سے مسلم لیگ نے 30 نشستیں جیت لیں جو کہ کل مسلم نشستوں کا 86.6 فیصد تھیں۔ مرکزی اسمبلی کے نتائج درج ذیل تھے:

آل انڈیا مسلم لیگ	30=
انڈین نیشنل کانگرس	57=
یورپین	8=
آزاد امیدوار	5=
اکالی سکھ	2=
میزان	102=

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات (جنوری 1946ء):

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات جنوری 1946ء میں منعقد کیے گئے۔ ان میں انڈین نیشنل کانگرس نے 930 اور مسلم لیگ نے 428 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ کانگرس نے چھ صوبوں بمبئی، مدراس، بہار، سی پی، یو پی اور اوڑیسہ میں اکثریت حاصل کی۔ اس کے مقابلے میں مسلم لیگ نے بنگال اور سندھ میں زیادہ نشستیں جیت لیں اور ان دو صوبوں میں اپنی حکومتیں بنائیں۔

صوبہ سندھ:

صوبہ سندھ کی اسمبلی کے نتائج مندرجہ ذیل تھے:

مسلم لیگ (Muslim League)	28=
کانگرس (Congress)	21=
پروگریسو لیگ (Progressive League)	6=
نیشنلسٹ مسلمان (Nationalist Muslims)	3=
یورپین (Europeans)	3=
لیبر (Labour)	1=

انتخابی نتائج کی روشنی میں کوئی بھی جماعت سندھ میں واضح اکثریت حاصل نہ کر سکی۔ اس لیے گورنر کے کہنے پر ہدایت اللہ نے مخلوط حکومت تشکیل دی۔ مگر یہ حکومت غیر مستحکم رہی اور مستعفی ہوگئی۔ دسمبر 1946ء میں دوبارہ انتخابات کروائے گئے جس کے نتیجے میں مسلم لیگ نے 35 نشستیں جیت لیں۔ اس طرح ہدایت اللہ نے مسلم لیگ کی حکومت بنائی جو کہ پہلے کی نسبت زیادہ مضبوط تھی۔

صوبہ پنجاب:

صوبہ پنجاب میں اسمبلی پوزیشن درج ذیل تھی:

مسلم لیگ (Muslim League)	75=
کانگرس (Congress)	51=
سکھ (Sikhs)	22=
یونینسٹ پارٹی (Unionists)	20=

www.downloadclassnotes.com

پنجاب کے انتخابات میں اگر چہ مسلم لیگ کو اکثریت حاصل ہوئی بعد ازاں دس یونینسٹ ارکان کی شمولیت سے یہ زیادہ مضبوط ہوگئی مگر کانگرس نے سکھوں اور بقیہ یونینسٹ ارکان سے مل کر حکومت بنائی۔

صوبہ بنگال:

صوبہ بنگال میں اسمبلی پوزیشن درج ذیل تھی:

مسلم لیگ (Muslim League)	113=
کانگرس (Congress)	87=
دیگر (Others)	50=

حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کی وزارت بنائی، جس میں آزاد امیدوار بھی شامل تھے۔

صوبہ سرحد:

صوبہ سرحد کی اسمبلی کے نتائج یہ تھے:

مسلم لیگ (Muslim League)	17=
سرخ پوش	19=
کانگرس (Congress)	11=
آزاد مسلم (Independent Muslims)	2=
اکالی دل (Akali Dal)	1=

ڈاکٹر خان صاحب نے سرخ پوشوں اور کانگرس کے تعاون سے حکومت بنائی۔

کانگرس کی صوبائی وزارتیں:

کانگرس نے چھ صوبوں ممبئی، مدراس، بہار، اڑیسہ، سی پی اور یوپی میں اکثریت حاصل کر کے وزارتیں تشکیل دیں۔ یہ خالصتاً کانگرس وزارتیں تھیں۔

انتخابات کا تنقیدی جائزہ:

1945ء میں منعقدہ مرکزی اسمبلی اور 1946ء میں صوبائی انتخابات کے نتائج نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی ترجمان جماعت تھی۔ مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی میں 86.6 فیصد مسلم نشستیں جیت لیں اور صوبائی اسمبلیوں کی کل 492 نشستوں میں سے 482 پر کامیابی حاصل کی۔ اس طرح مسلمانوں نے قیام پاکستان کے حق میں ووٹ دے دیا۔ انتخابات کے نتائج نے برطانوی حکمرانوں پر واضح کر دیا کہ مسلم لیگ ہی برصغیر کے تمام مسلمانوں کی واحد ترجمان ہے۔ نتائج نے کانگرس کے اس دعوے کی قلعی بھی کھول دی کہ وہ پورے ہندوستان کی ترجمان تھی۔ انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی سے ہندوؤں کو بھی علم ہو گیا کہ مسلمان پاکستان لیے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے۔ انتخابی نتائج نے برطانوی حکمرانوں کو بھی تقسیم ہند کے لیے مینڈیٹ دے دیا۔ اس طرح حکومت برطانیہ نے کانگرس کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر تقسیم ہند کے منصوبے پر عملدرآمد شروع کر دیا۔ بقول چوہدری محمد علی:

> "1946ء کے انتخابات پاکستان کے مسئلہ پر لڑے گئے۔ پنجاب کے مسلمانوں نے ان کے حق میں ووٹ دے دیا۔ ہندو پاکستان کے خلاف تھے کیونکہ اس کا مطلب تقسیم ہند تھا۔"

سوال: کابینہ مشن منصوبہ کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ اسے کیوں نہ اپنایا گیا اور یہ کیوں ناکام ہوا؟ (2002ء)

سوال: کابینہ مشن کے نکات تحریر کیجئے۔ (2007ء)

سوال: کابینہ مشن منصوبے کی اہم سفارشات کیا تھیں؟ جائزہ لیجئے۔ (2009ء)

جواب: (x) کابینہ مشن (Cabinet Mission)

برصغیر میں مرکزی اور صوبائی انتخابات کے انعقاد کے بعد حکومت برطانیہ نے اقتدار ہندوستانیوں کو منتقل کرنے کے لیے عمل کو تیز کر دیا۔

19 فروری 1946ء کو برطانوی وزیراعظم سی آر اٹیلی نے دارالعوام میں کابینہ کے وزراء پر مشتمل ایک تین رکنی وفد تشکیل دینے کا اعلان کیا۔ اٹیلی کے اعلان میں کہا گیا کہ

''کابینہ کے تین ارکان سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہند لارڈ پیتھک لارنس' تجارت بورڈ کا صدر سر سٹیفورڈ کرپس اور لارڈ آف ایڈمیریلٹی اے وی ایلگزینڈر پر مشتمل ایک مشن تشکیل دیا گیا ہے۔ وائسرائے ہند اس مشن کے ساتھ معاونت کرے گا۔ مشن درج ذیل پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہترین طریق کار پر عمل کرے گا۔ اول برطانوی ہند اور ریاستوں کے نمائندوں کے ساتھ مذاکرات' دوم دستور ساز اسمبلی کی تشکیل اور سوم انتظامی کونسل کا قیام جس کو سیاسی جماعتوں کی حمایت حاصل ہو۔''

15 مارچ 1946ء کو لارڈ اٹیلی نے دارالعوام میں اعلان کیا کہ

''ہم اقلیتوں کے حقوق سے باخبر ہیں اور اقلیتوں کو بے خوف وخطر زندگی گزارنی چاہئے۔ مگر ہم کسی اقلیت کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ اکثریت کی راہ میں حق استرداد کی رکاوٹ کھڑی کرے۔''

اس اعلان سے کانگرس کے رہنما خوش ہوئے مگر قائداعظم نے برطانوی وزیراعظم کے بیان کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ'' ہم ہندوستان کی تقسیم چاہتے ہیں اور پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ ہندوستان کے آئینی مسئلے کا حل صرف پاکستان ہے جو کہ برصغیر کی دو خودمختار ریاستوں کے لیے خوشی' فلاح اور تحفظ کا باعث ہوگا۔''

کابینہ مشن کی ہندوستان میں آمد اور مذاکرات:

کابینہ مشن 24 مارچ 1946ء کو ہندوستان پہنچا اور اس کے اراکین نے ریاستوں کے حکمرانوں' وزرائے اعلیٰ' سیاست دانوں اور دیگر اہم افراد سے تبادلہ خیال کیا' تاکہ حقیقی پس منظر کو سامنے رکھ کر انتقال اقتدار کا طریق کار وضع کیا جا سکے۔ ہر جماعت چاہتی تھی کہ مشن اس کے موقف کو تسلیم کرلے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا کہ آئین ساز اسمبلی کو ملک کا نیا آئین تشکیل دینا چاہئے۔ گاندھی نے حسب معمول قیام پاکستان کی مخالفت کی اور راج گوپال اچاریہ کے فارمولے کو مذاکرات کی بنیاد بنانے سے انکار کردیا۔ قائداعظم نے اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کی دو قوموں کے درمیان اہم اور بنیادی نوعیت کے اختلافات موجود ہیں۔ تاہم کابینہ مشن نے قائداعظم پر یہ واضح کردیا کہ مسلم لیگ کے تمام مطالبات کو تسلیم کرنا ممکن نہ تھا۔ البتہ اس نے جناح کو ایک خودمختار مگر نسبتاً چھوٹے اور ایک بڑے مگر غیر خودمختار پاکستان میں سے ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار دے دیا۔ گاندھی' نہرو اور ابوالکلام نے قائداعظم کے مطالبات ماننے سے انکار کردیا۔ ان سب اختلافات کے باوجود کابینہ مشن نے رہنماؤں کے ساتھ مشوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کانگرس کے رویہ میں بھی تبدیلی آگئی اور اس نے ایک وفاق کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے اصول کو تسلیم کرلیا۔

دہلی کنونشن(Delhi Convention):

19 اپریل 1946ء کو دہلی میں ایک کنونشن منعقد کیا گیا جس میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے صوبائی و مرکزی اسمبلی کے ارکان نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں قائداعظم اور دیگر رہنماؤں نے انتخابات کے نتائج اور کابینہ مشن کی تجاویز کی روشنی میں اپنے موقف پر روشنی ڈالی۔ آخر میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ:

'' یہ کنونشن اعلان کرتا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر اگر کوئی آئین نافذ کرنے یا مرکز میں مسلم لیگ کے مطالبے کے خلاف عبوری انتظام جبراً رائج کرنے کی کوشش کی گئی تو مسلمانوں کے پاس کوئی دیگر راستہ نہیں ہوگا کہ وہ اپنے قومی تحفظ اور بقا کے لیے تمام ممکن طریقوں سے اس کے خلاف اقدامات کریں۔''

(xi) دوسری شملہ کانفرنس(Second Simla Conference):

کابینہ مشن نے تمام سیاسی جماعتوں سے مشوروں کے بعد ہندوستان کے آئینی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے جو تجاویز مرتب کی تھیں' ان پر غور وخوض کرنے کے لیے 15 مئی 1946ء کو شملہ میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں کابینہ مشن کے ارکان' وائسرائے ہند' کانگرس کے چار نمائندوں اور مسلم لیگ کے چار نمائندوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں کانگرس کی جانب سے جواہر لعل نہرو' ابوالکلام آزاد' سردار پٹیل اور عبدالغفار خاں اور مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم' لیاقت علی خاں' سردار عبدالرب نشتر اور نواب محمد اسماعیل شریک ہوئے۔

www.downloadclassnotes.com

کانفرنس میں کانگرس نے ایک مضبوط با اختیار وفاق کے قیام پر زور دیا جبکہ مسلم لیگ نے دو الگ ریاستوں اور دو الگ دستور ساز اسمبلیوں کا مطالبہ کیا' جس میں فیصلہ کرنے کے لیے تین چوتھائی اکثریت ضروری ہو۔ کابینہ مشن نے قائداعظم پر واضح کیا کہ چونکہ بنگال میں 48 فیصد ہندو تھے اور پنجاب میں ان کی آبادی قابل ذکر تھی' اس لیے پاکستان قائم کرنے کے لیے پنجاب اور بنگال کی تقسیم لازمی تھی۔ شملہ کانفرنس بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہوگئی۔

سوال: کابینہ مشن کی ہندوستان آمد کے مقاصد اور مشن کی تجاویز پر روشنی ڈالیے۔(2003ء)

جواب: (xii) کابینہ منصوبہ (Cabinet Plan):

کابینہ مشن نے 16 مئی 1946ء کو اپنے آئینی منصوبے کا اعلان کیا' جس کے اہم نکات درج ذیل تھے:

(1) ہندوستان ایک وفاق ہوگا جس میں برطانوی ہند اور ریاستیں شامل ہونگی۔ مرکز کے پاس دفاع' امور خارجہ اور مواصلات کے شعبے ہونگے۔ وفاق کو ضروری ٹیکس لگانے کے اختیارات حاصل ہونگے۔

(2) صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا۔
گروپ اے میں ہندو اکثریت کے چھ صوبے بمبئی' مدراس' یوپی' بہار' سی پی اور اوڑیسہ شامل ہونگے۔
گروپ بی چار شمال مغربی صوبوں پنجاب' سرحد' سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ہوگا۔
گروپ سی میں بنگال اور آسام شامل ہونگے۔

(3) طے شدہ محکموں کے علاوہ تمام محکمے صوبوں کے پاس ہوں گے۔

(4) مرکز اور صوبوں کے آئین میں ایک شق درج ہوگی جس کے مطابق دس سال کے بعد کوئی بھی صوبہ اسمبلی کے اکثریتی فیصلے کے ساتھ شرائط پر نظر ثانی کا مطالبہ کر سکے گا اور گروپ تبدیل کر سکے گا۔

(5) دستور ساز اسمبلی کے ارکان میں سے مسلمانوں کے لیے 78' ریاستوں کے لیے 93' سکھوں کے لیے 4 اور عمومی 210 نشستیں ہوں گی۔

(6) مرکز میں دس سال کے لیے ایک عبوری حکومت تشکیل دی جائے گی جس میں کانگرس کے 5' اچھوت ایک' مسلم لیگ کے 5' پارسی ایک سکھوں کا ایک اور عیسائیوں کا ایک نمائندہ ہوگا۔

(7) ہر فریق کے لیے ضروری ہے کہ اس منصوبے کو مجموعی حیثیت میں قبول کرے یا مسترد کرے۔ جو فریق اس کو مسترد کرے گا وہ عبوری حکومت میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

کابینہ منصوبے کے تحت صوبائی درجہ بندی اور نشستوں کی تقسیم:

گروپ اے: بمبئی' مدراس' یوپی' سی پی' بہار اوڑیسہ۔

گروپ بی: پنجاب' سرحد' سندھ' بلوچستان

گروپ سی: بنگال' آسام

نشستوں کی تعداد:

برطانوی ہندوستان	292=
ہندوستانی ریاستیں	93=
کل میزان	385=

کابینہ منصوبے پر ردعمل:

قائداعظم نے کابینہ منصوبے پر اظہار افسوس کیا اور ایک بیان میں واشگاف الفاظ میں کہا کہ ''ہم اب بھی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ فقط تقسیم میں ہندوستان کے تمام آئینی مسائل کا حل ہے۔'' 6 جون 1946ء کو مسلم لیگ نے کابینہ منصوبے پر غور کیا اور اس بات کو مدنظر رکھتے

ہوئے کہ بالآخر یہ سکیم ایک آزاد اور خود مختار پاکستان کی تشکیل کرے گی اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ یہ سکیم پہلی سکیموں سے بہتر ہے' کابینہ منصوبے کو منظور کرنے کا فیصلہ کیا۔

کانگرس کے لیے کابینہ مشن منصوبہ ایک نعمت خداوندی سے کم نہ تھا' کیونکہ اس میں پاکستان کے فوری قیام کا اصول تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ گاندھی نے منصوبے کو ایک بہترین دستاویز قرار دیا' کیونکہ اس کے مطابق آئین ساز اسمبلی خود مختار ہوگی اور وہ اس منصوبہ کو تبدیل کرنے کا اختیار رکھے گی۔

ہندو پریس نے بھی کابینہ منصوبے کا خیر مقدم کیا۔ روزنامہ ''نیشنل ہیرالڈ'' نے سکیم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''کابینہ منصوبے میں قائداعظم کے پاکستان کے منصوبے کو سرکاری طور پر دفن کر دیا گیا ہے''۔ تاہم مسلم پریس نے منصوبے کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کیا۔ مثلاً روزنامہ نوائے وقت نے لکھا کہ ''مشن کی سکیم کو منظور کر کے مسلم لیگ نے حصول پاکستان کی جانب ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ مسلم صوبوں کی گروپوں میں درجہ بندی دراصل پاکستان کی اساس ہے۔''

برطانوی پریس نے منصوبے کی حمایت کی۔ ڈیلی ''ٹیلی گراف'' نے لکھا کہ ''کابینہ مشن نے مطالبہ پاکستان کو رد کرنے کے لیے مضبوط دلائل پیش کیے ہیں۔''

10 جولائی کو پنڈت جواہر لعل نہرو نے کانگرس کے نئے صدر کی حیثیت میں اعلان کیا کہ ''کانگرس نئی دستور ساز اسمبلی میں شرکت کرے گی اور جب تک مفاد میں ہوگا اس میں رہے گی۔''

سوال: عبوری حکومت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: عبوری حکومت (Interim Government):

4 جون 1946ء کو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے قائداعظم کو ایک مراسلے میں یقین دہانی کروائی کہ حکومت برطانیہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں کے ساتھ مساوی بنیادوں پر یکساں سلوک کرے گی۔ دو روز بعد 6 جون کو مسلم لیگ نے کابینہ مشن کے منصوبے کو منظور کر لیا۔ 8 جون کو لکھے گئے ایک خط میں قائداعظم نے وائسرائے کو یاد دہانی کروائی کہ اس نے 12 ارکان پر مشتمل عبوری حکومت کے قیام کا وعدہ کیا تھا۔ تاہم وائسرائے اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا۔

اس طرح عبوری حکومت کی تشکیل ایک مشکل کام بن گئی' کیونکہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں جماعتیں اس میں اپنی مرضی کی نمائندگی کی خواہش مند تھیں۔ کانگرس کے صدر پنڈت نہرو نے وائسرائے کو ایک فارمولا تجویز کیا جس کے تحت کانگرس کے پانچ رکن' لیگ کے چار ارکان' غیر مسلم لیگی ایک رکن' غیر کانگرس ایک ہندو رکن' اچھوت ایک رکن' عیسائیوں کا ایک رکن اور سکھوں کا ایک رکن تھے۔ وائسرائے نے یہ 15 رکنی فارمولا مسترد کر دیا۔ وائسرائے نے 13 ارکان پر مشتمل عبوری کابینہ کا نیا فارمولا دیا جس میں 6 کانگرسی' 5 مسلم لیگی اور 2 اقلیتی وزراء تھے' مگر اس فارمولا کو قبول نہ کیا گیا۔ 16 جون کو کابینہ مشن اور وائسرائے نے 14 رکنی کابینہ کا فارمولا تجویز کیا اور اعلان کیا کہ اگر دو بڑی جماعتوں میں سے کسی نے اسے قبول نہ کیا تو پھر ایک وسیع البنیاد عبوری حکومت تشکیل دی جائے گی۔ کانگرس نے اس فارمولے کو مسترد کر دیا' مگر مسلم لیگ نے اسے قبول کرنے کا اعلان کیا۔ جناح نے لارڈ ویول سے کہا کہ مسلم لیگ کو حکومت بنانے کی اجازت دی جائے مگر وائسرائے نے وعدہ سے انحراف کیا۔

عبوری حکومت کی تشکیل کا تنازعہ جاری تھا کہ 29 جون کو کابینہ مشن کے ارکان انگلستان واپس چلے گئے۔ اس طرح آئینی بحران جاری رہا۔ 22 جولائی 1946ء کو لارڈ ویول نے 14 رکنی کابینہ کا فارمولا دیا جو کہ 6 کانگرسی' 5 مسلم لیگی اور 3 اقلیتی وزراء پر مشتمل تھا۔ یہ فارمولا دونوں بڑی جماعتوں نے رد کر دیا۔ اس موڑ پر برطانوی حکومت نے ایک چال کے تحت کانگرس سے کہا کہ وہ مسلم لیگیوں کے بغیر حکومت تشکیل دے اور مسلم نشستوں کو خالی رکھا جائے۔ چنانچہ کانگرس نے 2 ستمبر 1946ء کو اپنی عبوری حکومت قائم کر دی۔ مسلم لیگ نے اس دن یوم سیاہ منایا۔ ونسٹن چرچل نے کلکتہ کے فسادات اور آئینی بحران کا ذمہ دار لیبر حکومت کو ٹھہرایا۔ اس پر برطانوی حکومت نے وائسرائے کو لکھا کہ مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل کرنے کے لیے کوششیں تیز کر دی جائیں۔ وائسرائے نے جب قائداعظم کو حکومت میں شامل ہونے کی دعوت دی تو قائداعظم نے اسے قبول کر لیا۔

25 اکتوبر 1946ء کو نئی عبوری حکومت تشکیل دی گئی' جس میں کانگرس اور مسلم لیگ کے وزراء درج ذیل تھے:

کانگرس وزارتیں:

عبوری حکومت میں کانگرس کو درج ذیل چھ وزارتیں دی گئیں:

-1	خارجہ امور کی وزارت	پنڈت جواہر لعل نہرو
-2	وزارت تعلیم	راج گوپال اچاریہ
-3	وزارت اطلاعات	سردار پٹیل
-4	وزارت ٹرانسپورٹ	آصف علی
-5	وزارت خوراک وزراعت	راجندر پرشاد
-6	وزارت محنت	جگ جیون رام

مسلم لیگ وزارتیں:

-1	وزارت خزانہ	صاحبزادہ لیاقت علی خاں
-2	وزارت قانون	جے این منڈل
-3	وزارت مواصلات	عبدالرب نشتر
-4	وزارت صحت	غضنفر علی خاں
-5	وزارت خوراک تجارت	آئی آئی چندریگر

اقلیتی وزارتیں:

-1	وزارت دفاع	بلدیو سنگھ
-2	وزارت صنعت وحرفت	جان مالتھی
-3	وزارت کان کنی، توانائی	بھابھا

دستور ساز اسمبلی کا بحران:

وائسرائے ہند لارڈ ویول نے عبوری حکومت کے قیام کے بعد نئی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس 9 دسمبر 1946ء کو طلب کرلیا۔ قائداعظم نے اس اجلاس میں شرکت کرنے سے انکار کردیا، کیونکہ ابھی تک کانگرس نے کابینہ پلان کے صوبائی گروپوں کی تشکیل والے حصوں کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ مسلم لیگ کا مطالبہ تھا کہ اسمبلی میں ہر مسئلہ پر ہر طبقہ کے نمائندوں میں الگ الگ ہونی چاہئے۔ اس بحران کو حل کرنے کے لیے حکومت برطانیہ نے 2 دسمبر کو لندن میں رہنماؤں کا ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس میں نہرو، قائداعظم، لیاقت علی خاں، اور بلدیو سنگھ نے برطانوی وزیراعظم لارڈ اٹیلی اور وائسرائے ہند لارڈ ویول سے مذاکرات کیے۔ تاہم یہ مذاکرات سودمند ثابت نہ ہوسکے۔ اس کے نتیجہ میں حکومت برطانیہ نے 6 دسمبر 1946ء کو ایک اعلان جاری کیا جس کے تحت کہا گیا تھا کہ "ہز میجسٹی کی حکومت کسی ایسے دستور کو زبردستی مسلط نہیں کرے گی جس کو ملک کا ایک حصہ تسلیم نہ کرے"۔

بقول ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی:

"قائداعظم نے لندن سے واپس آکر کراچی میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس طلب کیا، جس میں کابینہ منصوبے کی ناکامی کی ذمہ داری کانگرس پر ڈالی اور کہا کہ جب کانگرس منصوبے اور اس کی وضاحت کرنے والے اعلان 16 مئی کو نہیں مان رہی تھی تو دستور ساز اسمبلی کا اجلاس بیکار تھا۔"

(xiv) لارڈ اٹیلی کا بیان (Lord Attlee's Statement):

حکومت برطانیہ برصغیر میں غیر یقینی صورت حال کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ وزیراعظم برطانیہ لارڈ اٹیلی نے 20 فروری 1947ء کو اعلان کیا کہ حکومت جون 1948ء تک ہر صورت اقتدار ہندوستانیوں کو منتقل کردے گی۔

اس بیان میں کہا گیا تھا کہ

''شاہ برطانیہ کی حکومت یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اس کا ارادہ ہے کہ اقتدار کو جون 1948ء تک ذمہ دار ہاتھوں کو منتقل کر دیا جائے۔ اس تاریخ تک نمائندہ اسمبلی نے متفقہ دستور نہ بنایا تو حکومت کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ مرکزی حکومت کا اختیار کس کے سپرد کیا جائے گا۔''

(xx) لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقرری:

لارڈ اٹیلی نے فروری 1947ء میں لارڈ ویول کی جگہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو وائسرائے ہند مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن برصغیر میں آخری وائسرائے تھا۔ اس کی بڑی ذمہ داری انتقال اقتدار تھی۔ ماؤنٹ بیٹن نے 22 مارچ 1947ء کو ہندوستان پہنچ کر اپنا چارج سنبھال لیا۔ تاہم وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں غیر جانبداری کا مظاہرہ نہ کر سکا اور ہندو رہنماؤں کی انگلیوں کے اشاروں پر ناچنے لگا۔ یہی ماؤنٹ بیٹن تھا جس نے ریڈکلف کو باؤنڈری کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا اور اسے کہہ کر مسلم اکثریت کے کئی اضلاع بھارت کے حوالے کر دیئے۔

(xvi) 3 جون کا منصوبہ (3rd June Plan):

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بطور وائسرائے ہند اپنا چارج سنبھالتے ہی برصغیر میں تمام اہم سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ صلاح مشورے شروع کر دیئے۔ اس نے ہندو رہنما وی۔ پی مینن سے کہا کہ وہ انتقال اقتدار کا منصوبہ تیار کرے۔ وی۔ پی مینن نے جو منصوبہ تیار کیا بعد ازاں اس میں پنڈت جواہر لعل نہرو کی خواہش کے مطابق متعدد تبدیلیاں کی گئیں' جن سے مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچا۔ اس کے بعد ماؤنٹ بیٹن نے انگلستان جا کر حکومت برطانیہ کے اعلیٰ عہدیداروں سے اس کی منظوری حاصل کر لی۔ ماؤنٹ بیٹن منظور شدہ منصوبے کے ساتھ 31 مئی 1947ء کو واپس ہندوستان آ گیا۔ 2 جون کو تمام سیاسی رہنماؤں نے اس منصوبے کی منظوری دے دی۔ 3 جون 1947ء کو اس منصوبے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ اس کے نکات یہ تھے:

(1) ہندوستان کو تقسیم کر کے دو آزاد ریاستیں تشکیل دی جائیں گی۔ جن میں سے ایک مسلم اکثریتی صوبوں اور دوسری ہندو اکثریتی صوبوں پر مشتمل ہوگی۔ اس طرح برطانیہ کا راج 14 اگست 1947ء کو ختم ہو جائے گا۔

(2) اگر صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی اسمبلیوں نے تقسیم کے حق میں فیصلہ دیا تو دو دستور ساز اسمبلیاں تشکیل پائیں گی۔ تقسیم کے لیے پنجاب اور بنگال میں دو باؤنڈری کمیشن تشکیل دیئے جائیں گے۔ اس کا چیئرمین ایک انگریز ہوگا اور چار مقامی ارکان ہوں گے۔

صوبہ	عام نشستیں	مسلم	سکھ	میزان
ضلع سلہٹ	1	2	0	3
مغربی بنگال	15	4	0	19
مشرقی بنگال	12	29	2	43
مغربی پنجاب	3	12	2	17
مشرقی پنجاب	6	4	2	12

(3) سرحد اور سلہٹ میں ریفرنڈم کروائے جائیں گے۔ عوام یہ فیصلہ کریں گے کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں یا نہیں؟

(4) ریاستیں فیصلہ کریں گی کہ وہ بھارت میں شامل ہونا چاہتی ہیں یا پاکستان میں۔

(5) سندھ اسمبلی پاکستان یا بھارت کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کرے گی۔

(6) بلوچستان کا شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپلٹی کے ارکان فیصلہ کریں گے کہ وہ پاکستان اور بھارت میں سے کس کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں۔

(7) قبائلی علاقوں کا سمجھوتہ بعد میں کیا جائے گا۔

(8) ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کو پاکستان اور بھارت کی دو دستور ساز اسمبلیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ اسمبلیاں اپنے اپنے ممالک کا دستور بنائیں گی۔ 14 اگست 1947ء کو دونوں ممالک آزاد ہو جائیں گے۔

3 جون کے منصوبہ پر ردعمل:

9 اگست 1947ء کو مسلم لیگ کی کونسل نے دہلی میں منعقدہ اجلاس میں 3 جون کے منصوبہ پر غور وخوض کر کے ایک قرارداد منظور کی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ احتجاجاً یہ منصوبہ قبول کرتی ہے۔ مسلم پریس نے بھی منصوبے پر ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا۔ روزنامہ ''انقلاب'' نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

''لیگ نے برطانوی سکیم کو منظور کر لیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس نے پنجاب، بنگال اور آسام کی تقسیم کو قبول کر لیا ہے۔ یہ سکیم مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔''

کولکتہ کے روزنامہ ''مارننگ نیوز'' نے لکھا

''اب یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہندو، مسلم کشیدگی کے بارے میں جناح کا حل امن کی بحالی کے لیے بہترین تھا۔ مسلمان ایک کرم خوردہ پاکستان پر افسوس کا اظہار کرنے میں حق بجانب ہیں، کیونکہ ایسا پاکستان معاشی لحاظ سے کمزور رہے گا۔''

روزنامہ نوائے وقت نے 3 جون کے منصوبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ

''اسے پاکستان یا بھارت کی تقسیم کہئے۔ 1940ء میں لیگ کے اس مطالبے کا تمسخر اڑایا گیا۔''

برطانوی پریس نے بھی منصوبے پر اظہار خیال کیا۔ ''ڈیلی میل'' نے اس منصوبے کو ایک غیر مناسب معاہدہ قرار دیا اور اسے اندھیرے میں چھلانگ مارنے سے تشبیہ دی گئی۔ اسی طرح ''یارکشائر پوسٹ'' نے اس منصوبے کا موازنہ 1942ء کی کرپس مشن تجاویز کے ساتھ کیا۔

3 جون کے منصوبے پر عملدرآمد:

صوبہ پنجاب:

پنجاب کی دستور ساز اسمبلی نے 27 کے مقابلہ میں 91 ووٹوں سے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد مسلم اکثریت کے علاقوں کے ارکان نے 27 کے مقابلے میں 69 ووٹوں سے تقسیم کے خلاف فیصلہ دیا، مگر غیر مسلم اکثریت کے علاقوں کے 50 ارکان نے تقسیم کے حق میں اور 22 ارکان نے تقسیم کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ اس لیے صوبہ پنجاب کو تقسیم کر دیا گیا۔

صوبہ بنگال:

صوبہ بنگال بھی مسلم اکثریت کا صوبہ تھا۔ بنگال اسمبلی نے 20 جولائی 1947ء کو 90 کے مقابلے میں 126 ووٹوں سے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ مسلم اکثریت کے علاقوں کے 106 ارکان نے صوبہ کو تقسیم کرنے کے خلاف جبکہ 35 نے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح غیر مسلم اکثریت کے علاقوں کے 58 ارکان نے تقسیم کے حق میں اور 21 نے تقسیم کے خلاف ووٹ دیا۔ اس طرح صوبہ بنگال کو تقسیم کر دیا گیا اور مشرقی بنگال نے نئی دستور ساز اسمبلی میں شمولیت اختیار کر لی۔

صوبہ سندھ:

سندھ بھی مسلم اکثریت کا ایک صوبہ تھا۔ 26 جون 1947ء کو سندھ اسمبلی نے 20 کے مقابلے میں 30 ووٹوں کے ساتھ نئی آئین ساز اسمبلی میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ:

سرحدی صوبے میں 6 تا 17 جولائی ریفرنڈم کروایا گیا۔ اس میں لوگوں نے بھاری تعداد میں پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالے۔ 2,89,244 ووٹروں نے پاکستان کے حق میں اور 2,874 نے پاکستان کے خلاف رائے دی۔

بلوچستان:

بلوچستان میں شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپلٹی کے ارکان نے کثرت رائے سے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔

تقسیم کمیٹی اور ماہرین کی کمیٹیاں

برصغیر کو دو ممالک میں تقسیم کرنے کی تفصیلات طے کرنے کے لیے ایک تقسیم کمیٹی تشکیل دی گئی جو کہ بھارت کی جانب سے ایچ ایم پٹیل اور پاکستان کی طرف سے چوہدری محمد علی پر مشتمل تھی۔ اس مقصد کے لیے درج ذیل ماہرین کی دس کمیٹیاں بنائی گئیں:

(1) کمیٹی نمبر 1 برائے ریکارڈز کی تنظیم
(2) کمیٹی نمبر 2 برائے املاک
(3) کمیٹی نمبر 3 برائے مرکزی محصولات
(4) کمیٹی نمبر 4 برائے معاہدات
(5) کمیٹی نمبر 5 برائے کرنسی
(6) کمیٹی نمبر 6 برائے بجٹ اور اکاؤنٹس
(7) کمیٹی نمبر 7 برائے معاشی تعلقات
(8) کمیٹی نمبر 8 برائے ڈومیسائل
(9) کمیٹی نمبر 9 برائے خارجہ تعلقات
(10) کمیٹی نمبر 10 برائے مسلح افواج

چوہدری محمد علی نے کمیٹیوں کی کارکردگی کو اپنی کتاب ''پاکستان کا قیام'' میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''کمیٹیوں نے جون کے تیسرے ہفتہ میں اپنے کام کا آغاز کر دیا اور انہوں نے کام ایک ماہ میں مکمل کرنا تھا۔ ہر ممکن کوشش کی گئی کہ ان کے متفقہ فیصلوں کو ''تقسیم کونسل'' کے سپرد کر دیا جائے۔ کمیٹیوں نے بے شمار معاملات میں متفقہ سفارشات کر دیں۔''

سوال: قانون آزادیٔ ہند 1947ء پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قانون آزادیٔ ہند 1947ء (Indian Independence Act., 1947):

تقسیم ہند کو قانونی شکل دینے کے لیے 4 جولائی 1947ء کو لارڈ اٹیلی نے ایک بل دارالعوام میں پیش کیا۔ ایوان نے 15 جولائی کو اسے منظور کر لیا۔ پھر یہ بل سینٹ میں پیش کیا گیا جہاں اسے 16 جولائی کو منظوری دے دی گئی۔ 18 جولائی کو شاہی منظوری مل جانے سے یہ بل قانون آزادی ہند 1947ء کا درجہ اختیار کر گیا۔ اس قانون کے اہم نکات درج ذیل تھے:

(1) 15 اگست 1947ء کو برصغیر میں دونوں آبادیات ہندوستان اور پاکستان قائم کر دی جائیں گی۔
(2) وہ علاقے جو پاکستان میں شامل نہیں ہوں گے وہ بھارت کا حصہ ہوں گے۔
(3) پاکستان درج ذیل علاقوں پر مشتمل ہوگا۔

(ا) مغربی پنجاب اور مشرقی بنگال کے وہ علاقے جو حد بندی کمیشن کے فیصلے سے دونوں میں شامل ہوں گے جب تک حد بندی کو آخری شکل نہیں دی جاتی مغربی پنجاب گورداسپور۔ گوجرانوالہ۔ لاہور' شیخوپورہ' سیالکوٹ' راولپنڈی' اٹک' گجرات' جہلم' میانوالی' شاہ پور' ڈی جی خان' جھنگ' لائل پور (فیصل آباد)' منٹگمری' ملتان اور مظفر گڑھ کے اضلاع پر مشتمل ہوگا اور مشرقی بنگال' چٹا گانگ' نواکھلی' باقر گنج' فرید پور' ڈھاکہ' رنگ پور' راج شاہی' پینہ' مالدہ' دیناپور' میمن سنگھ' جیسور' مرشد آباد' ندیا اور بوگرہ پر مشتمل ہوگا۔

(ب) صوبہ سرحد کے علاقے بشرطیکہ وہاں کے لوگ پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیں۔

(ج) صوبہ سندھ اور بلوچستان۔

(4) آزادی کے بعد کوئی بھی علاقہ کسی ملک میں شامل ہونے یا اس سے علیحدہ ہونے کا مجاز ہوگا' بشرطیکہ متعلقہ ملک اس سے متفق ہو۔
5) وہ ریاستیں جو برطانیہ کی حفاظت میں ہیں' اپنی مرضی سے جس ملک میں چاہیں شامل ہو سکتی ہیں۔
(6) بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ضلع سلہٹ کو مشرقی بنگال میں شامل کیا جائے گا۔
(7) کسی صوبے کی تقسیم کا فیصلہ وائسرائے کا مقرر کردہ باؤنڈری کمیشن کرے گا۔
(8) دونوں نوآبادیات کا ایک ہی گورنر جنرل ہوگا۔ تاہم اگر دستور ساز اسمبلی فیصلہ کرے تو دونوں کا الگ الگ گورنر جنرل ہوگا۔
(9) دونوں دستور ساز اسمبلیاں اپنے ممالک کے لیے قانون بنا سکیں گی۔
(10) اقتدار کی منتقلی قانون ہند 1935ء کے تحت کی جائے گی۔
(11) گورنر جنرل کو مسلح افواج کو دونوں ریاستوں میں تقسیم کرنے کا اختیار ہوگا۔

(12) رائج الوقت قوانین نوآبادیات میں نافذ رہیں گے تاوقتیکہ متعلقہ مجلس قانون ساز اس میں ترمیم کردے۔

سوال: ریڈکلف ایوارڈ کو تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: ریڈکلف ایوارڈ (Redcliffe Award):

پنجاب اور بنگال کی دستور ساز اسمبلیوں نے تقسیم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ چنانچہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک برطانوی جج سر سیرل ریڈکلف کو باؤنڈری کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا۔ اس کے تحت پنجاب اور بنگال کے درج ذیل کمیشن تشکیل دیئے گئے:

صوبہ پنجاب:

چیئرمین: سر سیرل ریڈکلف
ارکان: جسٹس منیر اور جسٹس دین محمد (پاکستان)
جسٹس تیجا سنگھ اور جسٹس مہاجن (بھارت)

صوبہ بنگال:

چیئرمین: سر سیرل ریڈکلف
ارکان: ایس اے رحمان اور ابوصالح محمد اکرم (پاکستان)
بسواس اور مکرجی (بھارت)

صوبہ پنجاب کی حد بندی:

تقسیم ہند کے وقت صوبہ پنجاب کا رقبہ 99,089 مربع میل تھا اور 1941ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی دو کروڑ چوراسی لاکھ اٹھارہ ہزار تھی۔ ان میں سے مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ باسٹھ لاکھ تھی۔ صوبہ پنجاب پانچ کمشنریوں اور 29 اضلاع پر مشتمل تھا۔ پنجاب کا باؤنڈری کمیشن جسٹس منیر، جسٹس دین محمد، جسٹس تیجا سنگھ اور جسٹس مہر چند مہاجن پر مشتمل تھا۔ اس کمیشن نے اپنے عوامی اجلاس لاہور ہائی کورٹ کی عمارت میں منعقد کیے۔ ان میں سر ظفر اللہ خاں، چمن لال اور ہرنام سنگھ نے بالترتیب مسلم لیگ، کانگرس اور سکھوں کے موقف پیش کیے۔ پنجاب کے 29 اضلاع میں سے 14 اضلاع کانگرس اور لیگ کے مابین متنازع تھے۔ سکھ دریائے چناب کو سرحد بنانا چاہتے تھے۔ پنجاب کی حد بندی کے بارے میں مسلم اور ہندو نمائندوں میں اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ اس پر ریڈکلف نے کوئی منصفانہ فیصلہ دینے کی بجائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور کانگرس کے رہنماؤں کی مرضی سے ایوارڈ میں مسلم اکثریت کے اضلاع گورداسپور، جالندھر، انبالہ اور فیروزپور بھارت کو دے دیے۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ باؤنڈری کمیشن کا چیئرمین ریڈکلف کمیشن کے اجلاسوں میں شریک نہ ہوا۔ اس طرح اس کو حد بندی کے بارے میں صحیح صورت حال کا علم نہ تھا۔ پنجاب کے رکن باؤنڈری کمیشن جسٹس دین محمد کے مطابق:

> ''ایک روز ریڈکلف نے بتایا کہ وہ کل ہوائی جہاز میں اردگرد کا علاقہ دیکھنے جائیں گے......اس پرواز کے لیے مجھے جو جہاز دیا گیا ہے اس میں زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میں دو آدمیوں کو ساتھ لے جا سکتا ہوں......اتفاق سے موسم خراب ہو گیا اور یہ پرواز منسوخ کرنا پڑی۔ پائلٹ کو پرواز کے لیے جو ہدایات تھیں، میں نے وہ دیکھیں۔ تحریری ہدایات کے کاغذ پر پرواز کے لیے ایک لائن لگی ہوئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ جس لائن پر پرواز کی ہدایت تھی، وہی حد بندی اوپر سے طے کر دی گئی تھی۔''

حد بندی کے حوالے سے چوہدری محمد علی نے لکھا ہے کہ:

> ''قائداعظم نے مجھے بلا کر اس تمام واقعہ پر تشویش کا اظہار کیا اور میں ان کا پیغام لے کر ماؤنٹ بیٹن کے چیف آف سٹاف لارڈ اسمے کے پاس گیا اور اسے قائداعظم کے خدشات سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کے کمرے میں ایک نقشہ لٹک رہا تھا میں نے اسمے سے اس نقشہ کے قریب آنے کو کہا تاکہ میں اسے سمجھا دوں۔ میں نے دیکھا پنجاب کے نقشہ پر ایک پنسل سے خط کھینچا ہوا تھا جو کہ اس سرحد کے عین مطابق تھا جس کی اطلاع قائداعظم کو دی گئی تھی۔''

صوبہ بنگال کی حد بندی:

صوبہ بنگال کی حد بندی کے کمیشن میں جسٹس ایس اے رحمان، جسٹس ابو صالح محمد اکرم، جسٹس بسواس اور جسٹس مکر جی شامل تھے۔ ریڈکلف نے بنگال کا باؤنڈری ایوارڈ دینے میں بھی پنجاب کی طرح غیر جانبداری سے کام لیا اور کلکتہ کا شہر بھارت کو دے دیا گیا۔ اس کے علاوہ مسلم اکثریت کے ضلع مرشد آباد اور ضلع نادیہ کا بیشتر علاقہ پاکستان سے چھین لیا گیا۔ یہ علاقہ 6 ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا تھا۔

ریڈکلف ایوارڈ کا ردعمل:

ریڈکلف ایوارڈ پر کانگرس کے علاوہ تمام مسلم حلقوں نے عدم اطمینان کا اظہار کیا اور اسے شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ بقول جسٹس منیر:

''اگر یہ ایوارڈ قانونی تھا تو اس میں قانونی فیصلے کی ہر خوبی غائب تھی اور اگر یہ سیاسی تھا تو پھر انصاف، حق پسندی اور غیر جانبداری کا دعویٰ کیوں؟''

ایوارڈ کے بارے میں پروفیسر احمد سعید لکھتے ہیں:

''ماؤنٹ بیٹن اور اس کے مشیروں نے پنجاب حد بندی کا فیصلہ پہلے ہی کر لیا تھا اور ریڈکلف کو دستخط کرنے والی مشین کے طور پر استعمال کیا تھا۔''

سردار پٹیل نے جنوری 1950ء میں ایک تقریر کے دوران اعتراف کیا کہ

''ہم تقسیم ہند پر اس لیے رضامند ہو گئے تھے، کیونکہ اس کا متبادل راستہ بدترین تھا۔ اس لیے ہم متفق ہو گئے۔ لیکن ہم نے یہ شرط رکھی کہ ہم تقسیم پر اسی صورت میں رضامند ہوں گے کہ کلکتہ ہم سے نہیں چھینا جائے گا''۔

روزنامہ ''پاکستان ٹائمز'' لاہور نے ایوارڈ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

''ایوارڈ دینے والوں کے دعوؤں کے برعکس ہم کہتے ہیں کہ یہ ایوارڈ غیر منصفانہ ہے اور ایک جج کا سیاسی ایوارڈ نہیں ہے۔''

روزنامہ ''ڈان'' کے ایڈیٹر نے ریڈکلف ایوارڈ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا:

''باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ پاکستان پر بجلی بن کر گرا۔ یہ ایک غیر منصفانہ، متعصبانہ اور شرمناک حد تک جانبدارانہ ایوارڈ ہے۔''

قائداعظم کا بیان:

غیر منصفانہ ریڈکلف ایوارڈ سے قائداعظم کو شدید صدمہ پہنچا اور انہوں نے فرمایا کہ

''اب ہندوستان کی آخری اور ناقابل تنسیخ تقسیم عمل میں لائی جا چکی ہے۔ بے شک ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس عظیم آزاد مسلم ریاست کی تشکیل میں ہمارے ساتھ ناانصافیاں کی گئی ہیں۔ جہاں تک ممکن تھا ہمیں دبایا گیا ہے اور تازہ ترین صدمہ جو ہمیں پہنچا ہے، وہ ریڈکلف ایوارڈ ہے۔ یہ ایک غیر منصفانہ، نامکمل اور غلط فیصلہ ہے۔ یہ غلط اور غیر منصفانہ فیصلہ اور گمراہ کن ہو سکتا ہے اور یہ عدالتی فیصلے کی بجائے سیاسی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم نے اس کو تسلیم کر لیا ہے اور یہ ہم پر واجب ہے۔ باعزت قوم کی حیثیت میں ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہو سکتی ہے مگر ہمیں تحمل، ہمت اور امید کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہیے۔''

پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی (First Constituent Assembly):

حکومت برطانیہ کے جولائی 1947ء کے اعلان کے تحت پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی وجود میں آ گئی جو کہ ان نمائندوں پر مشتمل تھی، جن کا تعلق پاکستان میں شامل ہونے والے علاقوں سے تھا۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی 69 اراکین پر مشتمل تھی، جن میں سے 44 کا تعلق مشرقی پاکستان سے، 25 کا تعلق مغربی پاکستان سے تھا۔ اس دستور ساز اسمبلی کا افتتاحی اجلاس 11 اگست 1947ء کو منعقد کیا گیا۔ پہلی دستور اسمبلی کے اراکین مندرجہ ذیل تھے:

مشرقی پاکستان:

سابق مشرقی بنگال (44 ارکان)

-1	ابوالقاسم خاں	-2	ابراہیم خان	-3	ایم اے حمید	-4	عبداللہ المحمود
-5	عبدالحئی باقی	-6	محمد اکرم خان	-7	عزیزالدین	-8	فضل الحق
-9	فضل الرحمان	-10	غیاث الدین	-11	حمیدالحق	-12	حسین شہید سہروردی
-13	اشتیاق حسین	-14	اے ایچ اصفہانی	-15	لیاقت علی خان	-16	حفیظ الدین
-17	محمود حسین	-18	اے ایم مالک	-19	مرتضیٰ رضا	-20	نورالامین
-21	سراج الاسلام	-22	شبیر احمد عثمانی	-23	محمد علی	-24	حبیب اللہ بہار
-25	خواجہ ناظم الدین	-26	نور احمد	-27	تمیزالدین	-28	خواجہ شہاب الدین
-29	بیگم شائستہ سہروردی	-30	عبدالمتین چودھری	-31	عبدالحمید	-32	جوگندر ناتھ منڈل
-33	پریم ہری لبرمن	-34	دھریندر ناتھ	-35	بسنت کمار دامن	-36	سریندر کمار
-37	کچندر نرائن	-38	دھنن جائے رائے	-39	بیرت چندر	-40	جتیندر چندر
-41	بھوپیندرا کمار	-42	کے ایس رائے	-43	راج کمار چترجی	-44	سریش چندر

مغربی پاکستان:

(25 ارکان) پنجاب۔ سندھ۔ سرحد۔ بلوچستان۔

-45	راجا غضنفر علی	-46	سردار شوکت حیات	-47	بیگم شاہنواز	-48	ملک عمر حیات
-49	شیخ کرامت علی	-50	ممتاز دولتانہ	-51	فیروز خاں نون	-52	نذیر احمد خان
-53	محمد علی جناح	-54	افتخار حسین ممدوٹ	-55	میاں افتخار الدین	-56	عبدالرب نشتر
-57	سردار اجل سنگھ	-58	کرتار سنگھ	-59	نرائن گجرال	-60	بھیم سین
-61	رائے بہادر گنگا مرن	-62	محمد ہاشم	-63	ایم اے کھوڑو	-64	عبدالستار
-65	سردار بہادر خان	-66	ابوالکلام آزاد	-67	خان عبدالغفار خان	-68	نواب محمد خاں جوگیزئی
-69	جے رام داس						

(xix) قیام پاکستان (Establishment of Pakistan):

تقریباً ایک صدی پر محیط تحریک پاکستان رنگ لائی اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو برصغیر ہندوؤں کی خواہشات کے برعکس تقسیم ہو گیا اور ایک آزاد خود مختار مملکت کی حیثیت میں پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

حصہ معروضی

☐ ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر نشان (✓) لگایئے۔

-1 دوسری عالمی جنگ کے دوران میں سر سٹیفورڈ کرپس نے برصغیر میں مجوزہ آئینی اصلاحات کا اعلان کب کیا؟

(الف) 30 مارچ 1942ء ✓ (ب) 30 اپریل 1942ء (ج) 30 مئی 1942ء (د) 30 جون 1942ء

-2 کانگرس نے کرپس تجاویز کو مسترد کیا' کیونکہ:

(الف) ان میں تقسیم ہند کا منصوبہ تھا (ب) ان میں مسلم راج کا قیام تھا (ج) ان میں سے پاکستان کی بو آتی تھی ✓ (د) ان میں شمالی ہند مسلمانوں کو ملتا تھا

-3 مسلم لیگ نے کرپس تجاویز کو اس لیے مسترد کیا' کیونکہ:
(الف) برصغیر کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا (ب) برصغیر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا (ج) ہندو راج کے قیام کا امکان تھا (د) پاکستان واضح طور پر قبول نہ کیا گیا ✓

-4 اگست 1942ء میں کانگرس نے حکومت کے خلاف کون سی تحریک چلائی؟
(الف) ہندوستان چھوڑ دو ✓ (ب) سودیشی تحریک (ج) تحریک ہجرت (د) تحریک موالات

-5 کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ملک میں تحریک سول نافرمانی شروع کرنے کی قرارداد کب منظور کی؟
(الف) 5 مئی 1942ء (ب) 5 جون 1942ء (ج) 5 جولائی 1942ء ✓ (د) 5 اگست 1942ء

-6 1942ء میں جب کانگرس نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک چلائی' اس وقت وائسرائے ہند کون تھا؟
(الف) لارڈ ویول (ب) لارڈ لنلتھگو ✓ (ج) لارڈ ماؤنٹ بیٹن (د) لارڈ ولنگٹن

-7 کرپس تجاویز کے بارے میں مسلم لیگ کا ردعمل کیا تھا؟
(الف) لیگ نے تجاویز کو قبول کرلیا (ب) لیگ نے تجاویز کو مشروط طور پر قبول کیا (ج) لیگ نے تجاویز کو مسترد کردیا ✓ (د) لیگ نے تجاویز پر غور کرنے کا وعدہ کیا

-8 ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کے بارے میں مسلم لیگ کا کیا ردعمل تھا؟
(الف) مسلم لیگ نے کانگرس کا ساتھ نہ دیا ✓ (ب) مسلم لیگ نے کانگرس کا ساتھ دیا (ج) مسلم لیگ نے غیر جانبدارانہ رویہ رکھا (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

-9 برطانیہ کے کس اخبار نے کانگرس کی چلائی ہوئی ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کو غیر ذمہ دارانہ حماقت قرار دیا؟
(الف) گارڈین (ب) لندن ٹائمز (ج) ڈیلی نیوز (د) ڈیلی ٹیلی گراف ✓

-10 راج گوپال اچاریہ فارمولا کب پیش کیا گیا؟
(الف) 1941ء (ب) 1942ء (ج) 1943ء ✓ (د) 1944ء

-11 گاندھی۔ جناح مذاکرات کس سن میں منعقد کیے گئے؟
(الف) ستمبر 1944ء ✓ (ب) اکتوبر 1944ء (ج) نومبر 1944ء (د) دسمبر 1944ء

-12 گاندھی۔ جناح مذاکرات کتنا عرصہ جاری رہے؟
(الف) 9 تا 27 ستمبر 1944ء ✓ (ب) 9 تا 23 اکتوبر 1945ء (ج) 9 تا 27 ستمبر 1946ء (د) 9 تا 23 اکتوبر 1946ء

-13 گاندھی۔ جناح مذاکرات کے دوران دونوں رہنماؤں نے کتنے خطوط کا تبادلہ کیا؟
(الف) 17 (ب) 19 (ج) 21 ✓ (د) 23

-14 لارڈ ویول نے آئینی تعطل کو ختم کرنے کے لیے اپنا منصوبہ کب پیش کیا؟

(الف) 14 مارچ 1945ء (ب) 14 اپریل 1945ء (ج) 14 مئی 1945ء (د) **14 جون 1945ء** ✓

15- لارڈ ویول کے منصوبہ میں ایک نئی کونسل کے قیام کی تجویز تھی؛ جس میں مسلمانوں کی نمائندگی مندرجہ ذیل تھی:

(الف) ہندوؤں کے مساوی ✓ (ب) ہندوؤں سے نصف (ج) ہندوؤں کا ایک تہائی (د) ہندوؤں کا ایک چوتھائی

16- لارڈ ویول نے ہندوستان کی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس شملہ میں کب منعقد کیا؟

(الف) **25 جون 1945ء** ✓ (ب) 25 جولائی 1945ء (ج) 25 اگست 1945ء (د) 25 ستمبر 1945ء

17- شملہ کانفرنس منعقدہ 1945ء میں پنجاب کے کس رہنما نے ایک نمائندہ نامزد کرنے کے اختیار کا مطالبہ کیا؟

(الف) سر سکندر حیات (ب) خضر حیات ✓ (ج) نواب ممدوٹ (د) ممتاز دولتانہ

18- لارڈ ویول نے شملہ کانفرنس میں مسلمانوں کے پانچ ارکان میں سے کتنے ارکان کی نامزدگی کا اختیار مسلم لیگ کو دیا؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) **چار** ✓

19- دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی کے لیے انتخابات منعقد کیے گئے۔ ان میں کتنی نشستوں کا انتخاب کیا گیا؟

(الف) 100 (ب) **102** ✓ (ج) 104 (د) 106

20- دسمبر 1945ء میں منعقدہ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں کانگرس نے کتنی نشستیں حاصل کیں؟

(الف) 47 (ب) 51 (ج) **57** ✓ (د) 67

21- دسمبر 1945ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی کی کتنی نشستوں پر کامیابی حاصل کی؟

(الف) **30** ✓ (ب) 40 (ج) 50 (د) 60

22- دسمبر 1946ء کے صوبائی انتخابات میں کانگرس نے 930 نشستوں پر کامیابی حاصل کی؟ بتایئے مسلم لیگ نے کتنی نشستیں جیت لیں؟

(الف) 228 (ب) 328 (ج) **428** ✓ (د) 528

23- 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے بنگال کی کل 250 نشستوں میں سے کتنی جیت لیں؟

(الف) 103 (ب) **113** ✓ (ج) 123 (د) 133

24- 1946ء کے صوبائی انتخابات میں صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ نے 75 نشستیں حاصل کیں۔ بتایئے کہ کانگرس نے کتنی نشستوں پر کامیابی حاصل کی؟

(الف) **51** ✓ (ب) 61 (ج) 71 (د) 81

25- بتایئے کہ 1946ء کے انتخابات کے بعد سندھ میں پہلی حکومت کس نے تشکیل دی؟

(الف) سر عبداللہ ہارون (ب) نواب عبداللہ خان (ج) عبدالرحیم خان (د) ہدایت اللہ ✓

26- 1946ء کے انتخابات کے بعد صوبہ سرحد میں کس نے حکومت تشکیل دی؟

(الف) ڈاکٹر خان صاحب ✓ (ب) عبدالقیوم خان (ج) عبدالرب نشتر (د) خان عبدالغفار خان

27- برطانوی وزیر اعظم لارڈ اٹیلی نے کب تین وزراء پر مشتمل کابینہ مشن تشکیل دیا؟

(الف) 9 فروری 1946ء (ب) 10 فروری 1946ء (ج) **19 فروری 1946ء** ✓ (د) 29 فروری 1946ء

28- کابینہ مشن کس تاریخ کو برصغیر پہنچا؟

(الف) 4 2 مارچ 1946ء ✓ (ب) 4 2 اپریل 1946ء (ج) 24 مئی 1946ء (د) 4 2 جون 1946ء

29- مسلم لیگ اور کانگرس کے نمائندوں نے 5 تا 12 مئی 1946ء کابینہ مشن کے ساتھ مذاکرات کیے۔ بتائیے یہ مذاکرات کس شہر میں ہوئے؟

(الف) دہلی (ب) بمبئی (ج) لکھنؤ (د) شملہ ✓

30- کابینہ مشن پلان میں برصغیر کے صوبوں کو کتنے گروپوں میں تقسیم کیا گیا؟

(الف) دو (ب) تین ✓ (ج) چار (د) پانچ

31- 1946ء کا کابینہ مشن تین ارکان پر مشتمل تھا۔ ان میں لارڈ پیتھک لارنس اور سر سٹیفورڈ کرپس تھے۔ بتائیے تیسرا وزیر کون تھا؟

(الف) لارڈ ویول ✓ (ب) لارڈ ماؤنٹ بیٹن (ج) لارڈ اردن (د) اے وی الیگزینڈر

32- کابینہ مشن پلان کے تحت گروپ اے میں چھ صوبے اور گروپ بی میں تین صوبے شامل کیے گئے۔ بتائیے کہ گروپ سی کتنے صوبوں پر مشتمل تھا؟

(الف) دو ✓ (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

33- مسلم لیگ نے کابینہ پلان کو کب منظور کر لیا؟

(الف) 6 مئی 1946ء (ب) 6 جون 1946ء ✓ (ج) 6 جولائی 1946ء (د) 6 اگست 1946ء

34- مسلم لیگ 1946ء میں قائم کردہ عبوری حکومت میں کب شامل ہوئی؟

(الف) 5 2 اگست 1946ء (ب) 25 ستمبر 1946ء (ج) 5 2 اکتوبر 1946ء ✓ (د) 5 2 نومبر 1946ء

35- 1946ء کی عبوری حکومت میں کانگرس کے 6 وزراء شامل تھے۔ بتائیے کہ خارجہ امور کا محکمہ کس کے سپرد تھا؟

(الف) راج گوپال اچاریہ (ب) پنڈت جواہر لعل نہرو ✓ (ج) راجندر پرشاد (د) جگ جیون رام

36- 1946ء کی عبوری حکومت میں مسلم لیگ کو پانچ وزارتیں دی گئیں۔ ان میں سے تجارت کا شعبہ کس کے پاس تھا؟

(الف) لیاقت علی خان (ب) عبدالرب نشتر (ج) غضنفر علی خان (د) آئی آئی چندریگر ✓

37- لارڈ ماؤنٹ بیٹن برصغیر میں آخری وائسرائے تھا۔ اس نے تقسیم کے لیے 3 جون 1947ء کو ایک منصوبہ پیش کیا۔ بتائیے اس منصوبے کی روشنی میں قانون آزادی ہند کب منظور کیا گیا؟

(الف) 8 1 جولائی 1947ء ✓ (ب) 8 2 جولائی 1947ء (ج) 1 3 جولائی 1947ء (د) 7 اگست 1947ء

❑ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

سوال 1: دوسری جنگ عظیم کا آغاز کیسے ہوا؟

جواب: ستمبر 1939ء میں جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ اس پر برطانیہ نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جرمن افواج نے ستمبر 1939ء سے مئی 1940ء تک پولینڈ، بلجیم، لکسمبرگ اور فرانس پر قبضہ کر لیا۔ برطانیہ کے اتحادی ممالک محوری قوتوں یعنی جرمنی، اٹلی اور جاپان کے خلاف جنگ میں کود پڑے۔ اس طرح دوسری عالمی جنگ شروع ہوگئی جو کہ جون 1945ء میں جرمنی کی شکست اور اگست 1945ء میں جاپان کی شکست تک جاری رہی۔

سوال2: قراردادلاہور (مارچ1940ء) کو "قرارداد پاکستان" کا نام کیوں دیا جاتا ہے؟

جواب: قراردادلاہور میں پاکستان کا نام لیے بغیر برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد وطن کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس لیے اس قرارداد کو "قرارداد پاکستان" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

سوال3: کرپس تجاویز کب پیش کی گئیں؟ کوئی تین تجاویز قلمبند کریں۔

جواب: کرپس تجاویز30 مارچ1942ء کو پیش کی گئیں۔ یہ درج ذیل تھیں:

(i) آئینی اصلاحات کے نتیجہ میں ہندوستان میں نئی ڈومینین قائم ہوگی۔

(ii) دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک مجلس دستور ساز قائم ہوگی۔

(iii) دستور ساز اسمبلی آئین تشکیل دے گی۔

(iv) کوئی صوبہ اپنی مرضی سے آئین قبول یا رد کر سکے گا۔

سوال4: "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک کب شروع کی گئی؟ مسلم لیگ نے اس پر کیا ردعمل ظاہر کیا؟

جواب: "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک اگست1942ء میں شروع کی گئی۔ اس میں کانگرس نے ملک میں سول نافرمانی کا آغاز کیا۔ مسلم لیگ نے اس تحریک میں حصہ نہ لیا۔

سوال5: راج گوپال اچاریہ فارمولا کے بارے میں مختصراً لکھیے۔

جواب: راج گوپال اچاریہ نے اپنا فارمولا مارچ1943ء میں پیش کیا۔ اس کے اہم نکات حسب ذیل تھے:

(i) جنگ کے خاتمہ کے بعد ایک کمیشن تشکیل دیا جائے گا جو اضلاع کی حد بندی کرے گا۔

(ii) استصواب رائے کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے گا کہ کوئی ضلع ہند کے ساتھ رہے گا یا نہیں؟

(iii) آبادی کا تبادلہ رضا کارانہ بنیادوں پر ہوگا۔

سوال6: گاندھی۔ جناح مذاکرات کب منعقد کیے گئے؟ یہ کس صورت میں کیے گئے اور کب تک جاری رہے؟

جواب: گاندھی۔ جناح مذاکرات ستمبر1944ء میں منعقد کیے گئے۔ ان مذاکرات میں دونوں رہنماؤں میں کل 25 گھنٹوں تک بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں اور 21 خطوط کا تبادلہ کیا گیا۔ یہ مذاکرات 9 سے 27 ستمبر تک جاری رہے۔

سوال7: قائداعظم نے گاندھی۔ جناح مذاکرات میں کیا موقف اختیار کیا؟

جواب: قائداعظم نے مذاکرات میں دوقومی نظریہ پر زور دیا اور اس بنیاد پر برصغیر کی تقسیم کا مطالبہ کیا۔ قائداعظم نے کہا:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ قومیت کے ہر معیار سے مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ ہماری قوم دس کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے اور ہم ایسی قوم ہیں جو زندگی کے بارے میں منفرد نقطہ نظر کی مالک ہے۔ ہم بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کی رو سے ایک قوم ہیں۔"

سوال8: لارڈ ویول کون تھا؟ اس نے اپنا پلان کب پیش کیا؟ اس پلان کے دو اہم نکات لکھیے۔

جواب: لارڈ ویول وائسرائے ہند تھا۔ اس نے جون1945ء میں برصغیر کے تمام رہنماؤں کو شملہ کانفرنس میں مدعو کیا۔ اس نے 14 جون 1945ء کو ایک منصوبہ پیش کیا۔ اس کے نکات یہ تھے:

(i) گورنر جنرل کی کونسل کی جگہ ایک نئی کونسل تشکیل دی جائے گی جس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کو مساوی نمائندگی ملے گی۔ یہ کونسل 1935ء کے قانون کے تحت فرائض انجام دے گی۔

(ii) ہندوستان میں برطانوی ہائی کمشنر کا تقرر کیا جائے گا۔

سوال9: لارڈ ویول نے شملہ کانفرنس کا انعقاد کب کیا؟ اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: لارڈ ویول نے جون1945ء میں شملہ میں ایک سیاسی اور آئینی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں تمام بڑی جماعتوں کے رہنما شریک ہوئے۔ یہ کانفرنس ناکام ہوگئی کیونکہ اس میں گورنر جنرل کی نئی کونسل میں کانگرس اور مسلم لیگ کی نمائندگی کا کوئی فارمولا طے نہ ہو سکا۔

سوال10: 1945ء میں مرکزی اسمبلی کے انتخابات پر مختصر روشنی ڈالیے۔

جواب: دسمبر1945ء میں مرکزی اسمبلی کی 102 نشستوں کے لیے انتخابات کا انعقاد ہوا۔ اس میں کانگرس نے 57، مسلم لیگ نے 30، یورپین

www.downloadclassnotes.com

نے 8، سکھوں نے 2 اور آزاد امیدواروں نے 5 نشستیں جیت لیں۔

سوال 11: 1946ء میں صوبائی انتخابات پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔ ان میں کانگرس نے چھ صوبوں مدراس، بمبئی، یوپی، بہار، سی پی اور اوڑیسہ میں واضح اکثریت حاصل کر لی۔ مسلم لیگ نے کل 492 مسلم نشستوں میں سے 428 (86.6 فیصد) جیت لیں۔ کانگرس نے کل 930 نشستیں جیت لیں۔

سوال 12: 1946ء کے صوبائی انتخابات میں کانگرس نے کتنے صوبوں میں اکثریت حاصل کر لی؟

جواب: 1946ء میں کانگرس نے چھ صوبوں مدراس، بمبئی، بہار، اوڑیسہ، یوپی، سی پی میں اکثریت حاصل کی۔

سوال 13: کابینہ مشن نے ہند کا دورہ کب کیا؟ اس نے منصوبہ کب پیش کیا؟

جواب: کابینہ مشن نے مارچ تا جون 1946ء میں برصغیر کا دورہ کیا۔ اس کا منصوبہ 16 مئی 1946ء کو پیش کیا۔

سوال 14: کابینہ مشن منصوبہ کے اہم نکات مختصراً بیان کیجئے۔

جواب: کابینہ منصوبہ مندرجہ ذیل تھا:

(i) ہندوستان ایک وفاق ہوگا جس میں برطانوی ہند اور تمام ریاستیں شامل ہونگی۔ دفاع، مواصلات اور خارجہ امور کے شعبے مرکز کے پاس ہوں گے۔

(ii) تمام صوبے مندرجہ ذیل تین گروپوں میں تقسیم کر دیئے گئے:
گروپ اے: بمبئی، مدراس، یوپی، سی پی، اوڑیسہ، بہار۔
گروپ بی: پنجاب، سرحد۔ سندھ
گروپ سی: بنگال۔ آسام

سوال 15: 1946ء میں قائم کردہ عبوری حکومت پر نوٹ لکھیے؟

جواب: ستمبر 1946ء میں کانگرس نے عبوری حکومت تشکیل دی۔ ایک ماہ بعد مسلم لیگ بھی اس میں شامل ہوگئی۔ یہ حکومت 18 وزراء پر مشتمل تھی جن میں سے 6 وزارتیں کانگرس کے پاس، پانچ وزارتیں مسلم لیگ کے پاس اور 3 وزارتیں اقلیتوں کے پاس تھیں، کانگرس کے پاس خارجہ امور، تعلیم، اطلاعات، محنت، ٹرانسپورٹ اور خوراک و زراعت کے محکمے تھے۔ مسلم لیگ کے پاس خزانہ، تجارت، مواصلات، صحت اور قانون کے محکمے تھے جبکہ صنعت، دفاع، کان کنی کے شعبے اقلیتوں کے سپرد تھے۔

سوال 16: لارڈ اٹیلی نے انتقال اقتدار کا بیان کب دیا؟

جواب: لارڈ اٹیلی نے فروری 1947ء کو ایک بیان دیا جس میں اعلان کیا گیا کہ حکومت برطانیہ جون 1948ء تک اقتدار ذمہ دار ہاتھوں کو منتقل کر دینا چاہتی ہے۔

سوال 17: 3 جون 1947ء کا منصوبہ کیا تھا؟

جواب: لارڈ ماؤنٹ بیٹن برصغیر میں آخری وائسرائے تھا۔ اس نے 3 جون 1947ء کو تقسیم ہند کا منصوبہ پیش کیا۔ اس کے اہم نکات یہ تھے:

(i) برصغیر کو تقسیم کر کے دو ریاستیں قائم کر دی جائیں گی۔
(ii) اگر بنگال اور پنجاب نے تقسیم کے حق میں ووٹ دیا تو ان کی دو دستور ساز اسمبلیاں بنائی جائیں گی۔
(iii) صوبہ سرحد اور سلہٹ میں ریفرنڈم کروایا جائے گا۔
(iv) بلوچستان کا شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپلٹی کے ارکان بھارت یا پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کریں گے۔
(v) پاکستان اور بھارت کی قانون ساز اسمبلیاں اپنے اپنے ملک کا دستور بنائیں گی۔

سوال 18: قانون آزادیٔ ہند کب منظور کیا گیا؟

جواب: 18 جولائی 1947ء کو۔

......☆......